☆۔حقیقت کا یقینی سراغ۔☆

(۱۸)

زندگی کیا ہے؟

(ناقابلِ فراموش حقائق)

ابوعبداللہ

(ہماراعزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم الله،الحمد لله، والصلاۃ والسلام علی رسول الله

ہمیں جو چیز جس طرح نظر آئے گی، کسی چیز کو جس طرح ہم سمجھیں گے اسی کے مطابق ہمارا عمل ہوگا۔ دنیا کی زندگی اصل میں کیا ہے؟ یعنی ہمارا خالق اسکی اصل حقیقت کیا بیان کرتا ہے؟ اور ہم اسے کس طرح دیکھتے ہیں؟ اگر اس میں بڑا فرق ہوا (جو کہ ہے) تو ہم مارے گئے، گیم ہاتھ سے نکل گئی۔ ہماری دنیا و آخرت کی نجات دنیا کی اصل حقیقت کو پانے میں ہے۔ اسکے برعکس ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ اسی حقیقت کو واضح کرنا اس تحریر کا بنیادی مقصد ہے۔

حقیقت تو حقیقت ہوتی ہے! ایک ہے سچ اور ایک ہے جھوٹ، ایک ہے حقیقت اور ایک ہے مجاز اور دھوکہ۔ کبوتر آنکھیں بند کر کے اگر یہ سمجھے کہ اب وہ بلی سے چُھپ گیا ہے۔ اسے اب کوئی خطرہ نہیں تو یہ اسکی محض خام خیالی ہوگی۔ اسی طرح ہم اگر جھوٹ پر پردہ ڈال کر اسے سچ کہنا شروع کر دیں تو وہ سچائی نہیں بن سکتا۔ حقیقت کو نظر انداز کر کے، دھوکے اور مجاز کو حقیقت سمجھنا شروع کر دیں، تو حقیقت کو اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جاسکتا۔ سچائی اور حقیقت نے تو اپنے نتائج کے ساتھ وارد ہو ہی جانا ہے خواہ ہم کتنی ہی چشم پوشی یا اعراض کرلیں۔ مرنے کے ساتھ ہی دنیا کی اصل حقیقت ہم پر کھل جانی ہے، لیکن اس وقت کھلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ابھی وقت ہے ہم حقائق کو جان کر حقیقت اور سچائی پر کاربند ہو جائیں، ورنہ سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔!

ضروری نوٹ: تفصیل میں جانے سے قبل درج ذیل دو نکات ذہن نشین کرلیں:

(ا)۔ ترکِ دنیا مقصود نہیں: اس ضمن میں جو معلومات دی جائیں گی انکا مطلب دنیا کی مطلقاً نفی کرنا یا دنیا کو ترک کرنا مقصود نہیں۔ دنیا کا جائز حصول اور اسکا جائز استعمال تو باعث خیر ہے۔ دنیا کمانا اور اس میں سے اللہ کا حق نکالتے رہنا مذمت کی بجائے قابلِ تحسین ہے۔ اللہ ہمیں دنیا میں بھکاری نہیں بلکہ خوددار دیکھنا چاہتا ہے۔ مزید یہ کہ حسنِ نیت کے ساتھ: اللہ کی رضا، خدمت خلق کے جذبے سے انسانی فلاح و ہمدردی، ضروریات پر مبنی ملکی تعمیر و ترقی .... وغیرہ کیلئے کام کرنا دنیا کی بجائے دین کے ہی تقاضوں میں شمار ہو کر اجر کا باعث ہے۔ لیکن خود غرضی، حرص و لالچ کی بنا پر دوسروں کی حق تلفی، عیش و عشرت میں پڑ کر ساری صلاحیتیں، توانائیاں اور وسائل دنیا کی نظر کر کے آخرت کو نظر انداز

کر دینا ہلاکت ہے جس کی لپیٹ میں اکثریت آچکی ہے۔

(۲)۔زندگی سو کر نہیں گزارنی: دوسرا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ زندگی سو کر نہیں گزارنی۔اللہ ہمیں بھکاری نہیں دیکھنا چاہتا۔آپ کے پاس کچھ ہوگا تو اللہ کیلئے خرچ کریں گے۔اسلئے وسائل،صلاحیتیں حاصل کریں۔اور جو وقت،صلاحیتیں،نعمتیں اور وسائل دیئے گئے ہیں انہیں استعمال میں لایا جائے ،ان سے جائز فائدہ اٹھایا جائے،اپنے لئے،دین کیلئے اور مخلوقِ خدا کیلئے۔

لیکن

دنیا کے پیچھے غرق ہو کر آخرت سے بھی غافل نہیں ہونا،جو کہ اکثریت ہوگئی ہے۔ہم دنیوی دلدل میں پھنس چکے ہیں،ہماری نظر میں 'دنیا' پہلے،دین اور آخرت' بعد میں ہے،جیسا کہ پروردگار نے متنبہ کیا:

﴿یَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ هُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ۝﴾ (الروم:7:30)

''وہ تو صرف دنیاوی زندگانی کے ظاہری پہلو کو ہی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے تو بالکل ہی غافل ہیں۔''

یعنی دنیا کی اونچ نیچ سیکھنے کیلئے انسان بہت سنجیدہ،چالاک وچوبند ہے،لیکن ابدی زندگی کی بابت بے حس اور مردہ ہے۔

دنیا کی زندگی۔انسان کی نظر میں

انسان جب بلوغت کو پہنچتا ہے تو عام طور پر اسے یہی سمجھ آتا ہے کہ:

''محض دنیاوی زندگی میں کامیاب ہونا،اعلیٰ رہائش،خواہشات کی بھرپور تکمیل اور کثیر مال و دولت اکٹھا کرنا ہی زندگی کا اصل مقصد ہے۔اسکے گھر والے بھی اسے یہی بتلاتے ہیں اور اسی راستے پر چڑھانے کے لیے بھرپور تگ ودو کرتے ہیں۔اس صورت حال میں انسان کی کامیابی اور ناکامی کا معیار آخرت کی بجائے صرف دنیا بن جاتا ہے اور جن کے پاس یہ سب کچھ نہ ہو وہ اگرچہ متقی ہوں اسے وہ ناکام ہی نظر آتے ہیں۔چنانچہ وہ اپنے حالات اور صلاحیتوں کے مطابق اس مقصد کے حصول میں اپنی زندگی کھپانے کا عہد کر لیتا ہے۔''

حقیقت سے دور انسان دنیا بنانے کیلئے اپنی سمجھ کے مطابق درج ذیل مختلف راہیں اختیار کرتا ہے:

(۱)۔حلال وحرام کی تمیز کیئے بغیر زیادہ سے زیادہ مال ودولت اکٹھا کرنا۔(۲)۔پُرتعیش طرزِ زندگی: اعلیٰ سے اعلیٰ رہن سہن، گاڑیاں،ملبوسات اور عیاشی کو زندگی کا مقصد بنانا۔(۳)۔تسکینِ نفس کیلیئے: شراب نوشی، بدکاری،موسیقی، گانے باجوں میں مشغولیت۔(۴)۔سود،جُوا، چوری ڈاکے، ملاوٹ، لوٹ مار کی راہ کو اختیار کرنا۔(۵)۔جادوٹونہ،تعویذ گھنڈوں کے ذریعے لوگوں کوگھیر کر مال بٹورنا۔

جسے دنیوی زندگی کی یہ سمجھ آئی وہ ہلاک ہوگیا۔یہ بدنصیب خواہشات کی آہنی زنجیروں کے جال میں جکڑا جائے گا۔دنیااورخواہش کی تکمیل کے سوااسے کچھ نظرنہیں آئے گا۔ایسے بدنصیبوں کا انجام خالق نے یوں بیان فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝﴾ (الکھف:103-106)

’’(اے نبی)فرمادیجئے کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں اعمال میں گھاٹے والے لوگوں کے بارے میں۔یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی (ساری) کاوش ضائع ہوگئی محض دنیا کی خاطر اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ ترقی والے کام کر رہے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (درحقیقت) کفرکیا ہے اپنے رب کی آیات سے اور اسکے ساتھ ملاقات سے،تو انکے اعمال اکارت ہوگئے۔پس نہیں قائم کیاجائے گاترازو بروزِ قیامت انکے اعمال کا وزن کرنے کیلیئے۔‘‘

دنیا کی حقیقت۔خالق کی نظر میں

<u>دنیامیں آنے کا مقصد:</u> اس ضمن میں پہلی سمجھنے والی بات یہی ہے کہ ہمیں دنیا میں بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟ انسان کا خیال ہے کہ وہ محض دنیا کے لئے پیدا ہوا ہے،جبکہ خالق نے اسکی تردید کرتے ہوئے ہمیں دنیا میں بھیجنے کی غایت یوں بیان فرمائی ہے:

☆ ﴿اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (الملک:67:1-2)

''وہ ہستی جس نے موت وحیات کا سلسلہ (اسلئے) جاری کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے اعمال کرتا ہے۔''

☆ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ٥﴾

(الانبیاء:35:21)

''ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے اور ڈالتے ہیں ہم تمہیں بُرے اور اچھے حالات میں آزمائش کیلئے اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔''

خالق نے دوٹوک الفاظ میں صراحت سے یہ بات واضح کردی ہے کہ انسان کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد اچھے اور بُرے مختلف حالات کے تحت یہاں اسکا امتحان کرنا ہے۔یعنی جس نے اس دنیا کو پیدا کیا، اسکے نزدیک یہ دنیا **دارلامتحان، دارالابتلا یعنی دارالآزمائش** ہے۔اس حقیقت کو مانیں گے،اس زندگی کو ابدی اخروی زندگی کے نتیجے کیلئے امتحان گاہ سمجھیں گے تو بات بنے گی اور زندگی کی کاوش اصل رُخ پر متعین ہوگی۔بصورتِ دیگر ساری توانائیاں محض دنیا بنانے میں صرف ہوجائیں گی۔

متاع اوردارلقرار: خالق نے دنیا کی زندگی کو متاع (یعنی عارضی قیام گاہ/ گزرگاہ) جبکہ آخرت کو دارلقرار (یعنی رہنے کی جگہ) قرار دیا ہے۔اس ضمن میں پروردگار نے ایک بندہ مومن کے الفاظ کو یوں نقل کیا ہے:

﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ٥﴾

(المومن:40:آیت:39)

''اے قوم دنیا کی زندگی تو نہیں مگر سوائے متاع کے اور یقیناً آخرت ہی ٹھرنے کی جگہ ہے۔''

اسی ضمن میں مزید متنبہ کیا:

﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ٥﴾ (سورہ رعد:13:آیت:26)

''اللہ ہی جس کی روزی چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے گھٹاتا ہے۔اور یہ تو

(محض) دنیاوی زندگی پر ہی خوش ہوگئے ہیں، حالانکہ دنیا تو آخرت کے مقابلے میں نہیں ہے مگر صرف ایک متاع (یعنی نہایت حقیر پونجی)۔"

اسکے برعکس ہم دنیا کو دارالقرار (ٹھرنے کی جگہ) سمجھتے ہیں، جبکہ آخرت کو ویسے ہی بھولے ہوئے ہیں۔! تو اس صورت حال میں ہم خسارے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ اگر دنیا وآخرت میں عافیت چاہئے تو دھوکے سے بچیں، حقیقت کو تسلیم کریں اور زندگی اصل رخ پر متعین کریں۔

نرا ہی دھوکہ! خالق نے تو دنیا کی زندگی کو نرا ہی دھوکہ قرار دیا ہے، فرمایا:

﴿وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران:3: آیت:185)

"اور نہیں ہے دنیا کی زندگی کچھ بھی سوائے نرے ہی دھوکے کے۔"

مزید یہ کہ ابلیس اور دنیوی دھوکے کی لپیٹ سے بچنے کی تلقین بھی کردی گئی:

﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ o﴾ (لقمان:33)

"یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے دیکھو کہیں تمہیں دنیا کی زندگانی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں ڈال دے۔"

یعنی اگر مقصود صرف دنیا کی ہی زندگی ہے، تو یہ سوائے دھوکے کے کچھ بھی نہیں۔ یہ بات انسان کی سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ ہماری سوچ بہت محدود ہے۔ لیکن خالق کائنات نے تو حقیقت بتلا دی ہے۔ اب ہمارا بھلا اس حقیقت کو سمجھنے اور ماننے میں ہی ہے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔

دھوکہ یہ ہے کہ اس زندگی نے ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہوجانا ہے۔ صرف موجودہ اور آنے والے لمحات میں وقت محسوس ہوتا ہے۔ جیسے ہی ہمارے شب وروز گزر کا ماضی کا حصہ بن جاتے ہیں تو ان میں کچھ بھی نہیں رہتا، بلکہ وہ صرف ایک گزرا ہوا خواب محسوس ہوتے ہیں۔ زندگی کُل چار سیکنڈ کی طرح ہے: بچپن سے لڑکپن، لڑکپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت..... اور بوقت موت پیچھے گزری ہوئی ساری زندگی ایک لمحہ ہی محسوس ہوتی ہے۔ پس جس کے دل میں دنیا کے دھوکہ ہونے کی حقیقت جاگزیں ہوگئی ہو، مصائب اسکے لئے بڑی اذیت کا باعث نہیں بن پائیں گے اور نعمتیں غفلت وتکبر کا سبب نہ ہو پائیں گی۔

یہ تو کچھ بھی نہیں: یہ دنیا جسکے لئے ہم جیتے مرتے ہیں، آخرت کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں:

﴿ وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ o ﴾ (عنکبوت:64:29)

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، کاش تم جان جاتے۔''

کھیل اور تماشا تو بہت تھوڑے وقت کیلئے منعقد ہوتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جاتا ہے۔اسی طرح اس زندگی نے بھی تماشے کی طرح بہت جلد ختم ہو جانا ہے اور پھر آخرت کی ابدی زندگی شروع ہونی ہے۔آیت کے آخری الفاظ ''کاش تم جان جاتے'' بہت اہم ہیں۔یعنی جو خوش نصیب اس حقیقت کو بروقت جان گیا، سعادت کی راہ پر چڑھ گیا ورنہ مارا گیا۔لیکن افسوس کہ اکثریت تو ماری گئی۔!

دیکھتے ہی دیکھتے ختم: ویسے تو ایک منٹ کی بھی گارنٹی نہیں لیکن مہلت مل بھی گئی تو یہ عارضی ایام دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جانے ہیں۔ بہت جلد ہماری آنکھوں کے سامنے: بچپن نے لڑکپن میں، لڑکپن نے جوانی، جوانی نے ادھکڑ اور ادھکڑ عمر نے بڑھاپے اور بالآخر بڑھاپے نے لاغری میں تبدیل ہو کر قصہ تمام کر دینا ہے۔زمین پر چلنے والوں نے بہت جلد مٹی کے اندر چلے جانا ہے۔کیونکہ یہ متاعِ غرور ہے۔اسلئے بروقت حقیقت کو جانیں اور اسے تسلیم کر کے زندگی کو پالیں۔

بالآخر کیا ہوگا؟ آپ جتنا بھی جی لیں، کتنا ہی انجوائے کر لیں تو بالآخر کیا ہوگا؟ سال، دو سال.....دس، بیس .....پچاس ساٹھ.....اسی، سو سال۔۔دوسو، تین سو.....فرض کریں ہزار سال بھی زندگی مل گئی تو اخیر (End) کیا ہوگا؟ ظاہر ہے، بہت جلد بچپن سے جوانی، پھر بڑھاپا، پھر لاغری.....اور بالآخر موت اور مر کر حسابِ زندگی کیلئے خالق کے رُوبرو پیش ہونا پڑے گا....تو پھر انجام سے غفلت آخر کس بنا پر.....؟ کیا یہ عقلمندی ہے؟

دنیا سے کیا حاصل! حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو زندگی اگر اخروی فلاح کو مقصود بنائے بغیر محض دنیا کیلئے گزاری جا رہی ہے تو یہاں سوائے مشقت کے حاصل بھی کیا ہو رہا ہے؟ صبح کا ناشتہ دوپہر تک ختم، شام کا کھانا صبح تک ختم، اور جو کچھ مل بھی رہا ہے وہ بھی دردِ سر سے خالی نہیں،

پریشانیاں خوشیوں کے تعاقب میں ہی رہتی ہیں۔شادی ہونے اور عمر بڑھنے سے نئی امنگیں بھی دم توڑ چکیں،تو اب کیا رہ گیا... سوائے دھوکے کے؟ یہ بھی معلوم نہیں کس وقت موت ان حقیر لذات کا مکمل خاتمہ کردے۔محض اس کی خاطر آخرت کو بھول کر ہمیشہ کی عظیم لذتوں کو کھو دینا کیا عقلمندی ہے....؟،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مٹنے والی دنیا کا ہونے کی بجائے ہمیشہ باقی رہنے والے خزانے کی دعوت دی ہے:

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًاo﴾(الکھف:46:18)

''مال اور بیٹے تو (صرف) دنیوی زندگانی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی تو نیکیاں ہیں ،وہ تمھارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی ہیں ثواب اور امید کے لحاظ سے۔''

لیکن ہماری ساری امیدیں دنیوی زندگی کی مٹ جانے والی اشیاء سے ہی وابستہ ہوتی ہیں۔اگر حقیقت سے دیکھا جائے تو دنیا میں آخرت کیلئے زادِراہ نہ سمیٹنا ہو تو یہ دنیا تو رہنے کی جگہ ہی نہیں۔اول تو یہاں ہیں ہی مصائب وآلام،اگر راحت نصیب ہو بھی جائے تو وہ بے سکونی سے خالی نہیں۔یہاں کا فائدہ بھی نقصان اور خدشات سے خالی نہیں۔ پھر یہاں کی نعمتیں دیکھتے ہی دیکھتے فنا پذیر بھی ہوتی جاتی ہیں۔اسلئے یہاں تھوڑی سی زندگی کے عوض ہمیشہ کی اخروی راحتوں کا حصول بڑا سستا سودا ہے۔

حقیقت میں مصائب کی جگہ: حقیقت میں دنیا مصائب وآلام کی جگہ ہے۔بہت سارے مصائب تو ہر وقت ساتھ لگے ہوئے ہیں جیسے: رزق کیلئے شب وروز کی محنت،کام کاج کی تھکن تھکاوٹ،رہن سہن کیلئے تگ ودو،صفائی ستھرائی کی جد جہد،شدید گرمی،سردی کا سامنا......... پھر بہت سی تکالیف وقتاً فوقتاً آتی جاتی رہتی ہیں جیسے: بیماریاں، حادثات، آفات وبلیات، زلزے، آگ، کرونا،ڈینگی ....وغیرہ۔اللہ کے قانون کو ملحوظ رکھ کر زندگی بسر کرنے سے یہ تکالیف بھی اجر کا باعث بن جاتی ہیں،لیکن محض دنیا کیلئے جینا سوائے ذلت کاٹنے کے کچھ نہیں۔مزید یہ کہ زندگی کی یہ مشکل کاٹنی ہی ہے تو کسی بڑے مقصد (Greator meaning of Life) کے تحت کاٹی جائے۔

زندگی کے ادوار: زندگی کا ۱۰۔سال کا دورانیہ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔دس سال گزرنے کے بعد انسان اگلے دور میں داخل ہو جاتا ہے۔لہٰذا جو ۳۰۔سال کی عمر کو پہنچ گئے،دین سیکھنے اور طاقت و

توانائی کے ساتھ دلجمعی سے عبادت کرنے کا وقت آ گیا۔ یہ لوگ سنجیدہ ہو کر دین سیکھنے کی طرف بھر پور توجہ دیں، جو۴۰۔سال کو پہنچ گئے، اب رفتہ رفتہ سستی و تھکن اور بیماریاں آ دستک دیں گی۔ان کے پاس بھر پور عبادت و قیام کے آخری دس سال رہ گئے۔غنیمت جانتے ہوئے انہیں تو فوراً آنکھیں کھول لینی چاہئیں اور زندگی کے آخری دس سال سمجھ کر جو کرنا ہے اسکے کیلئے کمر کس لینی چاہیے۔خدانخواستہ اب بھی آنکھیں نہ کھلیں تو عظیم سعادتوں سے محروم ہو گئے۔کیونکہ ۵۰ یا ۶۰۔سال کے بعد اول تو بھر پور اعمال کی توفیق ملنا ہی مشکل ہے اور مل بھی گئی تو شاید جسم ساتھ نہ دے سکے۔

__ہماری کہانی:__ اس متاعِ غرور کی حقیقت تو یہ ہے کہ: مرتے ہی ہمیں نام سے مخاطب کرنے کی بجائے ہمیں "__میت یا مردہ__" کہنا شروع کر دیا جائے گا۔تدفین (غسل، کفن، جنازہ، قبر میں اتارنے) کے دوران ہمارا نام استعمال نہیں ہوگا، بلکہ نام سے مخاطب کرنے کی بجائے یہ کہا جائے گا کہ: میت کو ادھر لاؤ، مردے کو اٹھاؤ، مردے کی کروٹ بدلو، میت کو چارپائی پر ڈالو، میت کو کفن پہناؤ........ پھر موت پر لوگ رو بھی رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ فکر بھی لگ جاتی ہے کہ جلد از جلد اسے قبر کے حوالے کر کے بوجھ اتار دیا جائے۔ چنانچہ بے حد محبت کرنے والے عزیز و اقارب بھی ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر اسے کفن پہنا کر قبر کے حوالے کر آتے ہیں۔اب قریبی رشتہ دار بھی ہفتہ دو ہفتہ میں معمول کی زندگی پر آ جاتے ہیں۔ چند ماہ یا سال گزرنے کے بعد مرنے والا ایک افسانہ بن جاتا ہے۔ کچھ ہی سالوں بعد اسکا خیال بلکہ نام تک بھی لوگوں کو بھول جاتا ہے۔ساٹھ ستر سال بعد قبر کا نشان بھی ختم ہو جاتا ہے اور اسی جگہ نئے مردے دفن کر دیے جاتے ہیں۔ یہ ہے انسان کی کل کہانی جو لوگوں کی خاطر اپنے خالق کو بھولا، جس نے دنیا اور لوگوں کی خاطر آخرت کی ہمیشہ کی زندگی داؤ پر لگائی، جو دنیا کی خاطر جیا اور مرا۔

__چند لفظوں میں حقیقت:__ زندگی کی حقیقت سے آگاہی کیلئے درج ذیل چند الفاظ میں انسان کی کہانی ، جو تبدیلی کا یقینی سبب بن سکتی ہے:

(۱)۔ دنیا میں انسان آتا ہے خالی ہاتھ، (۲)۔ پھر انسان اپنی اپنی بساط کے مطابق تادمِ مرگ دنیا کی ہر مادی چیز سمیٹنے کی بھر پور کاوش کرتا ہے، (۳)۔ پھر مرنے کے بعد یہاں سے اسے خالی ہاتھ روانہ ہونا پڑتا ہے، (۴)۔ پھر بالآخر اُسے خالق کے رُوبرو دنیا میں واسطہ پڑنے والی ہر چیز کے

بارے میں جواب دہی کیلئے پیش ہوجانا ہے۔
کیا اب ہم فریب سے نجات پانے کی فکر کریں گے یا دھوکے کو ہی حقیقت سمجھنے پر گامزن رہیں گے؟
کتابِ زندگی: زندگی کتاب کی مانند ہے جس کے مصنف ہم خود ہیں۔ ہر دن نیا صفحہ الٹ جاتا ہے۔آج کے صفحے پر صرف آج ہی لکھا جاسکتا ہے۔ جب صفحہ الٹ گیا تو اس پر کچھ نہیں لکھا جاسکے گا۔کل نیا صفحہ سامنے آجائے گا۔روزانہ کا کام روزانہ کرنا ہے۔ بروز قیامت یہ کتاب خالق کائنات کے روبرو ہمارے ہاتھ پکڑا دی جائے گی اور کہا جائے گا:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا○﴾ (بنی اسرائیل:14)

''پڑھ اپنی کتاب آج تو اپنا حساب لگانے کیلئے خود ہی کافی ہے''

ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم اپنی کتاب کے صفحات پر کیا لکھ رہے ہیں......؟
صرف ایک موقعہ! دنیا کے امتحان میں فیل ہوجائیں تو بار بار موقع مل جاتا ہے،لیکن اخروی امتحان کا صرف ایک ہی موقعہ(Chance) ہے۔ جو کرنا ہے اسی زندگی میں موت سے پہلے پہلے کرنا ہے۔موت کے بعد جو کیا تھا اسکا حتمی نتیجہ سامنے آجائے گا۔ناکام ہوگئے تو سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔اسلئے آخرت کے حوالے سے بغیر کسی کی پروا کئے خودغرض ہوجاؤ۔عقلمند وہی ہے جو بلاتاخیر فوراً فیصلہ کرلے۔
زندگی بسر کرنے کا عظیم حتمی تصور: حقیقت پر مبنی زندگی گزارنے کا عظیم تصور نبی کریم ﷺ نے یوں دیا:

((کُن فی الدنیا کانّک غریب اور عابرُ سبیل)) (مشکوٰۃ، کتاب الرقاق:5274، بخاری)

''دنیا میں اسطرح رہو جیسے کوئی اجنبی (پردیسی) یا راہ گزر (مسافر)۔''

یعنی دنیا کو مسافر خانہ/ پردیس سمجھ کر اور آخرت کو اپنا دیس، منزل اور قیام گاہ سمجھ کر دنیا میں جیا جائے۔یہ وہ حتمی اور عظیم تصور ہے، جو زندگی کو قابلِ رشک بنادے۔اس تصور پر کما حقہ تو انبیاء علیہم السلام ہی آسکتے ہیں، تاہم جس حد تک ممکن ہو اسے ٹارگٹ کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔
زندگی کس لئے؟ ہم مزید زندہ کس لئے رہنا چاہتے ہیں..؟ اسکی مختلف وجوہات ہوسکتیں ہیں:
(ا)۔زندہ رہنے کیلئے، زندگی کے مزے اور فوائد کے حصول کیلئے، خواہشات کی برآوری

کیلئے۔۔۔(۲)۔والدین ، بیوی بچے،بہن بھائی، اقربا۔۔۔ملک و قوم کی بہتری کی خاطر،
(۳)۔اخروی بہتری، رب کی رضا۔۔۔ آخرت کے زادِراہ میں اضافے کیلئے۔
اگر مقصد صرف پہلا ہے تو دین بھی گیا اور دنیا کا سکون بھی۔دنیا کی زندگی شاید اضطراب، خوف و خدشات اور بوجھ کے سایوں تلے ہی گزرے۔افسوس کہ اکثریت کا مقصد یہی ہے۔لیکن اگر مقصد دوسرا اور تیسرا ہے تو دنیا بھی بن گئی اور آخرت بھی۔اب زندگی ہلکی ہوجائے گی، خوف و خدشات چھٹ جائیں گے۔تکالیف بھی گراں نہ گزریں گی اور اطمینان قلب بھی نصیب ہوگا۔جینے کا تصور الٹا یعنی دنیا کے بجائے آخرت کرتے ہی حقیقی راحت وسکون سمیت ہر خیر کے دروازے کھلنے شروع ہو جائیں گے۔کیا ہمیں ایسی عظیم زندگی اور سکون کی ضرورت نہیں......؟

خواہشِ ناتمام: انسان کی سب سے بڑی غلطی ہی یہی ہے کہ اسے یہاں آنے کا مقصد ہی سمجھ نہیں آسکا۔وہ دنیا کو آرزوؤں کی تکمیل کی جگہ سمجھتا ہے، جبکہ یہ ہے ہی دارالامتحان اور دارالآزمائش۔اسلئے یہاں ساری آرزوئیں پوری ہو ہی نہیں ہوسکتیں۔اس کام کے لئے آخرت بنائی گئی ہے۔دنیا میں آرزوؤں کا افسانہ کبھی مکمل نہیں ہو پاتا،کبھی آغاز رہ جاتا ہے تو کبھی انجام۔پہلے آرزو پوری نہ ہونے پر ملال، جب پوری ہوجائے تو لذت کے ماند پڑنے اور مزید اضافے کی فکر اور پھر انکے چھن جانے کا ڈر۔پریشانیاں خوشیوں کے تعاقب میں ہی رہتی ہیں۔انسان ابھی خوشیوں سے پوری طرح سے لطف اندوز ہی نہیں ہوا ہوتا کہ پریشانیاں اور مصائب آ دستک دیتے ہیں۔اگر سب کچھ مل بھی جائے تو چیزوں کی فراوانی سے انکی اہمیت ہی کم ہوجاتی ہے۔اسلئے عقلمندی آخرت کو مقصد بنانا اور پہلی ترجیح پر لانا ہے نہ کہ دنیا کا رسیا بن جانا۔!

زندگی کا سراغ! جو شخص اپنی زندگی ایک دن پر لے آیا یعنی ہر نصیب ہونے والے دن کو زندگی کا آخری دن سمجھ کر گزارنا شروع کردیا وہ زندگی پا گیا۔سابقہ کوتاہیوں سے مکمل توبہ اور موجودہ دن کو غنیمت سمجھ کر بھرپور طریقے سے گزارنا۔طول عمل کے دھوکے سے بچتے ہوئے آج کی کسی ذمہ داری کو اگلے دن پر نہ ڈالنا ہی درحقیقت زندگی کو پانا ہے۔اسکے برعکس موجودہ وقت سے غافل رہنا، مستقبل میں بہتری کے خواب دیکھتے رہنا بہت بڑا ابلیسی دھوکہ ہے جس میں اکثریت کو شیطان

نے گھیر لیا ہے۔لہٰذا اگر بچنا چاہتے ہیں تو زندگی آج کے دن پر لا کر قابل رشک بن جائیں، ورنہ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔!

کیسے نصیب ہو؟ بات تو سمجھ آ گئی اب بڑا سوال یہی ہے کہ یہ سعادت یعنی زندگی کیسے تبدیل ہو؟ اسکے لئے اخلاص کی موجودگی میں: (ا)۔تبدیلی کا پختہ فیصلہ کریں،(۲)۔علمی آگاہی یعنی قرآن حکیم سے زندگی کی حقیقت کو جانیں،جیسا کہ اس تحریر میں بھی واضح کی گئی۔(۳)۔مسلسل جدوجہد،کاوش وقربانی اور انفاق کریں، (۴)۔اپنا ماحول،اپنی صحبت بہتر رکھیں: اچھے لوگ(اہل توحید،اہل رسالت اور اہل آخرت)،اچھی کتابوں (بالخصوص قرآن مجید)اور اچھی جگہوں جیسے مساجد،تنہائی کی جگہیں،قبرستان وغیرہ۔

پس معلوم ہوا کہ زندگی کی حقیقت وہ نہیں جو ہم سمجھتے ہیں۔یہ کوئی خوشیوں کی جگہ (Enjoyment Place)نہیں بلکہ **دارالامتحان،دارالابتلا یعنی دارالآزمائش** ہے۔یہ قیام گاہ نہیں بلکہ ایک گزرگاہ ہے۔یہاں کی خوشیاں بھی چند روزہ ہیں اور تکالیف بھی چند روزہ......یہ حقائق جب ہمارے من میں بیٹھیں گے تو ہی زندگی اصل رُخ پر متعین ہوکر دنیا میں تقویٰ وتطہیر،اطمینان وسکون اور آخرت میں عظیم فلاح کا موجب بن سکے گی۔بصورت دیگر دنیا میں اضطراب وبےچینی اور ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔یہ حقیقت ایک دن میں تو نصیب نہیں ہوجائے گی۔بلکہ پختہ فیصلہ کرنے کے بعد مسلسل جدوجہد اور اچھے ماحول میں رہنے کے بعد ہی راستہ ہموار ہوگا۔

اللہ ہمیں جلد از جلد حقیقت کو جان کر زندگی اصل رُخ پر متعین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اس ضمن میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحاریر:

(''راہ فلاح کی پہلی گھاٹی''، ''مقصد حیات''، ''پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل'')

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت واصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ وتقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	

﴿آئیں دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔